# الحمد

مظفر وارثی

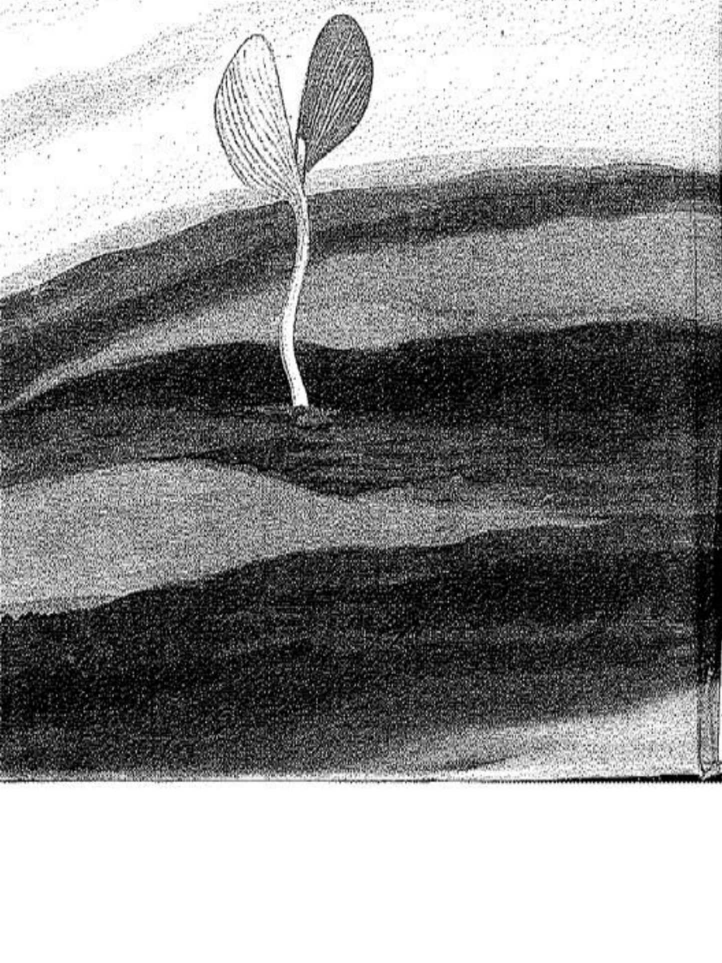

الحمد

مظفر وارثی

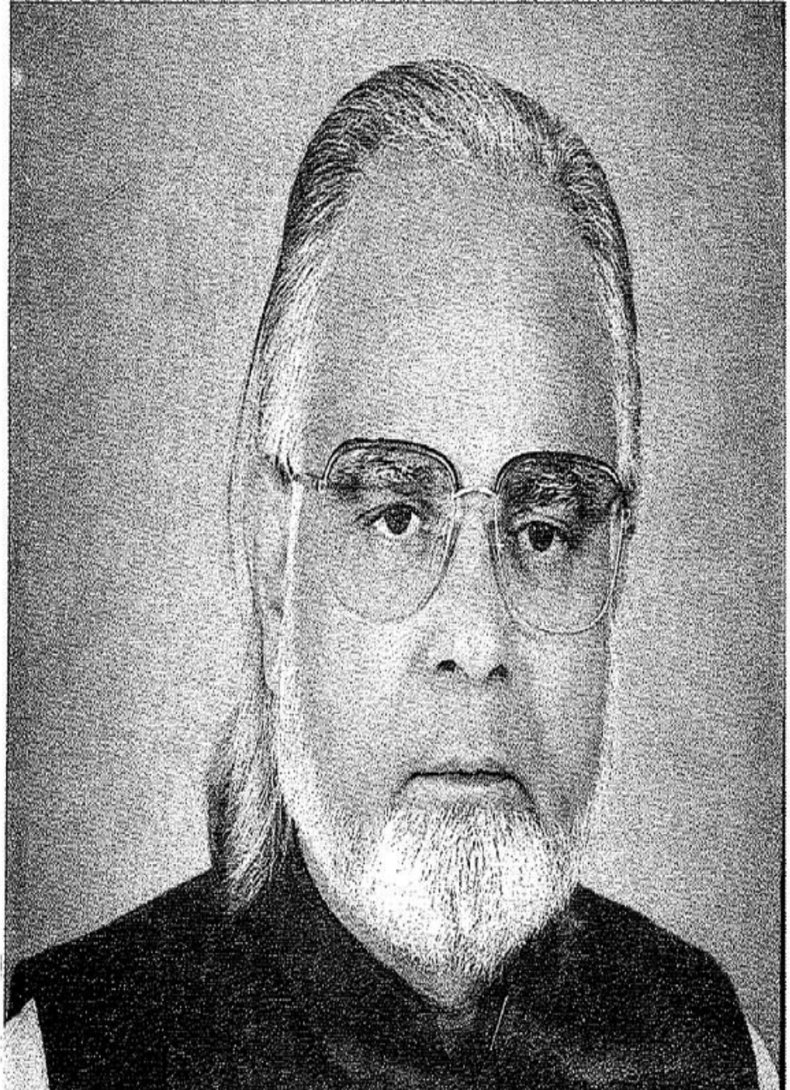

مظفر وارثی کا شعری سفر

○ برف کی ناؤ ○ بابِ حرم ○ لہجہ ○ نورِ ازل ○ الحمد ○ حصار ○ لہو کی ہریالی ○ کند

○ ستاروں کی آبجو ○ کعبۂ عشق ○ کھلے دریچے بند ہوا ○ ظلم نہ سہنا ○ دل سے درِ نبی تک

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد

# الحمد

مظفّر وارثی

القمر انٹرپرائزز رحمان مارکیٹ اُردو بازار لاہور

خوبصورت، معیاری کتابیں

القمر انٹرپرائزز

اہتمام: محمد سعید اللہ صدیقی

(جملہ حقوق بحق حسیب عرفی محفوظ ہیں)

مطبع: زاہد بشیر پرنٹرز لاہور

طبع: ۱۹۹۸ء

تعداد: ایک ہزار

قیمت: 100 روپے



# فہرست

تحقیق ــــــ ڈاکٹر سیّد عبداللہ

۱۔ خدا ہے ایک مگر ایک کی بھی حد میں نہیں، ۱۱

۲۔ آنکھ اُٹھے تیرے لیے کھُلتے ہیں لب تیرے لیے، ۱۳

۳۔ تجھ سے کچھ اور بھی اِس دل کو میں ڈرتے دیکھوں، ۱۵

۴۔ میں بندۂ عاصی ہُوں خطا کار ہُوں مولا، ۱۷

۵۔ زمیں کے لوگ ہوں یا اہلِ عالمِ بالا، ۱۹

۶۔ اے مالک میں تیرا بندہ، ۲۱

۷۔ اللہ بڑا سب سے بڑا سب سے بڑا ہے، ۲۵

۸۔ مولا کریم ربِّ عظیم قادر ہے ذات تیری، ۲۷

۹۔ اے ہمارے خُدا تو ہے سب سے بڑا، ۲۸

۱۰۔ ہر ایک لمحے کے اندر قیام تیرا ہے، ۳۰

۱۱۔ کوئی موجود نہیں تیرے سوا، ۳۲

۱۲۔ پروردگارِ عالم، ۳۶

۱۳۔ دِل میں دیکھا ہے قریب رگِ جاں دیکھا ہے، ۳۸

۱۴۔ وہ سب کا مالک ہے، ۳۹

۱۵۔ کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے ـــــ وہی خُدا ہے، ۴۲

۱۶۔ لبِ ازل کی صدا لا الٰہ الا اللہ، ۴۴

۱۷۔ نہ چل سکا اگر میں تیرے دین پر تو اور راستہ کہاں سے لاؤں گا، ۴۶

۱۸۔ میں تیرا فقیر ملنگ خدا، ۴۸
۱۹۔ یہ آب و گِل یہ خلق یہ منظر اُسی کے ہیں، ۵۰
۲۰۔ جس نے خُود کو جانا اُس کو جانا ہے، ۵۲
۲۱۔ اے مالک و مختار، ۵۴
۲۲۔ یہ زمیں یہ فلک، ۵۶
۲۳۔ جان بول رہی ہے نہ لہو بول رہا ہے، ۵۸
۲۴۔ گُل میں خُوشبو تری سُورج میں اُجالا تیرا، ۵۹
۲۵۔ شب کو مہتاب نکالا ہے، ۶۰
۲۶۔ جو ملے حیاتِ خضر مجھے اور اُسے میں صرف ثنا کروں،
۲۷۔ تو ہی خلّاقِ جہاں ہے تو ہی ربّ العالمین، ۶۳
۲۸۔ بیگانۂ توصیف و ثنا بھی نہ ہُوا جائے، ۶۵
۲۹۔ کرنیں پھُوٹیں سیاہی نکلے، ۶۶
۳۰۔ رحم کر رحم کر اے خدا رحم کر، ۶۸
۳۱۔ تری ذات بڑی ترا نام بڑا، ۷۰
۳۲۔ الفاتحہ، ۷۲
۳۳۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ، ۷۳
۳۴۔ مرے دِل میں تُو مرے لَب پہ تُو، ۷۸
۳۵۔ لاج رکھنا سوالی کی داتا، ۸۱
۳۶۔ اللہ تعالےٰ کے ننانوے اسمائے گرامی، ۸۴
۳۷۔ خانۂ خُدا، ۸۶
۳۸۔ قرآنِ کریم، ۸۸
۳۹۔ دُعا، ۹۱
۴۰۔ اپنی لگن لگا دے مولا اپنی لگن لگا دے، ۹۴
۴۱۔ حمدیہ قطعات، ۹۶ تا ۱۰۳
۴۲۔ مناجات، ۱۰۴


# تحقیق

مظفّر وارثی صاحب کے مجمُوعۂ حمد (الحمد) کو اپنی نوعیّت کی مُنفرد عطا کہا جا سکتا ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے آج تک فارسی یا اُردو کے کسی شاعر نے خالص حمد کے موضوع پر منظومات کا کوئی مجمُوعہ نہیں پیش کیا۔ فارسی میں نثر میں عبداللہ انصاری کی ایک کتاب مناجات کے نام سے موجود ہے جس کے اکثر نثری قطعات یادِ الٰہی سے شرُوع ہوتے ہیں مگر سارے قطعات حمدیہ دُعائیہ نہیں۔ اِن میں اخلاقیات و ایمانیات کے معارف ہیں۔ رُباعیات بابا طاہر عُریاں کا بھی یہی حال ہے۔ خالص یا صرف حمد ان میں بھی نہیں۔ غرض یہ شرف مظفّر وارثی کو حاصل ہُوا ہے کہ انھوں نے یکسُو ہو کر ربّ العالمین سے تعلق اُستوار کیا، اُسی کو یاد کیا، اُسی سے سب کچھ مانگا، اُسی کے آستانۂ نُور پر دستک دی۔

پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں شُعَرا زیادہ تر نعت سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم لکھ رہے ہیں۔ وارثی صاحب ہر چند کہ بُنیادی طور پر غزل کے نمائندہ شاعر ہیں لیکن نعت گوئی میں بھی اپنا ایک انداز رکھتے ہیں اور یہ اُن کا امتیازی وصف ہے کہ انھوں نے خُداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا پر مشتمل نظموں کا یہ مجمُوعہ مرتّب کیا ہے اور ان کی دِلی آرزو ہے کہ وہ حمدِ خُدا کے واسطے سے لوگوں میں متعارف ہوں۔ وہ جذباتی انداز میں پروردگار کی قدرتوں اور نعمتوں کا ذِکر کرتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے

قرآنِ مجید کی سُورۃ رحمٰن کا منظوم ترجمہ بھی کیا ہے۔ اِن کی بعض نظمیں عرفان کے اعتبار سے بہت بلند ہیں مثلاً (لا اِلٰہَ اِلّا اللہ) والی نظم۔ ان کے اشعار میں والہانہ کیفیات ہیں جو تعلق باللہ کا ثبوت دیتی ہیں۔ وہ اپنے آپ کو دریوزہ گرِ شعلۂ دیدار بتاتے ہیں۔ فن کے اعتبار سے بھی ان کا مجموعہ قابلِ قدر ہے۔ مثلاً یہ اشعار ؎

زمینِ تیرہ کے منہ سے لگا دیا تو نے — مہ و نجوم بھرا آسمان کا پیالہ
خُدا ہے ایک مگر ایک کی بھی حد میں نہیں — اکائی اس کی کسی زُمرۂ عدد میں نہیں

اُن کی دُعائیں بھی عجیب ہیں۔ ایک جگہ کہتے ہیں : چمکوں میں سدا ہیرے کی طرح

— اور

موت کے متعلق بھی بڑی خوبصورت دُعا ہے : موت بھی میری عید ہو یا رب

ان کی بعض نظمیں ادرا کا درجہ رکھتی ہیں۔

ڈاکٹر سیّد عبداللہ

۱۲-۹-۸۳



ان دُعاؤں کے نام ........

جنھیں صرف میں اور میرا خُدا جانتا ہے۔

○

خُدا ہے ایک مگر ایک کی بھی حد میں نہیں
اِکائی اُس کی کسی زمرۂ عدد میں نہیں

مقام اُس کا شعور و مثال سے بھی پرے
وُہ ہے رسائی لفظ و خیال سے بھی پرے

وُہ جب بھی رب تھا، نہ جب کوئی پلنے والا تھا
وُہ تیرگی سے بھی پہلے فقط اُجالا تھا

یہ آسماں یہ زمیں یہ مہ و نجوم نہ تھے
وہ جب بھی شاہدِ عالم تھا جب علوم نہ تھے

تو کُن سے اُس کا تعلّق نہیں خلل سے نہیں
ہر ایک شے کا ہے خالق مگر عمل سے نہیں

نہ جسم ہے وہ نہ سایا نہ کوئی صُورت ہے
نہ بہرِ دید اُسے آنکھ کی ضرورت ہے

کلام کرتا ہے لیکن لب و صدا کے بغیر
وہ سُن رہا ہے مگر کان اور ہوا کے بغیر

وُہ دُور بھی ہے مگر فاصلوں کی طرح نہیں
قریب تر ہے مگر ہمسروں کی طرح نہیں

وُہ آشکار بھی سب پر، چھپا ہُوا بھی بہت
شریکِ عقل بھی حد درجۂ ماورا بھی بہت

وُہی کرے متزلزل وُہی ثبات بھی دے
وُہ امتحان میں ڈالے وُہی نجات بھی دے

سیاہیِ غم دل میں چمک کا طالب ہُوں
ہر احتیاج میں اُس کی کمک کا طالب ہُوں

حواس پر جو مرا اختیار ختم نہ ہو
کروں وہ حمد کہ جس کا شمار ختم نہ ہو

وہ حمد جس سے لبالب یہ کائنات رہے
پسِ حیات بھی حاصل مجھے حیات رہے



○

آنکھ اُٹھے تیرے لیے کُھلتے ہیں لب تیرے لیے
میرا جینا میرا مرنا میرے رب تیرے لیے

دائرہ تیری رضا پرکار میری زندگی
ہر تمنّا ہر ارادہ ہر طلب تیرے لیے

مسجدِ الفاظ میں بھی دے رہا ہُوں میں اذاں
میرا فن میرا ہُنر میرا اَدب تیرے لیے

رات کو اکثر تلاشی لوں ضمیر و ذہن کی
اپنے اندر بھی لگاتا ہُوں نقبؔ[1] تیرے لیے

کیسے ہو سکتا ہے مجھ سے منحرف اِک سانس بھی
وقف میں نے کر دیا ہے خود کو جب تیرے لیے

---

[1] ق، بالفتح درست سمجھتا ہُوں۔

میری باقی عمر کے دن قیمتی ہیں کس قدر
میرا ہر لمحہ بسر ہوتا ہے اب تیرے لیے

روشنی ہو یا اندھیرا تجھ سے میں غافل نہیں
میرا دن تیرے لیے ہے میری شب تیرے لیے

تیرے مداحوں میں شامل ہے مظفر کا بھی نام
اس نے دُنیا سے لیا ہے یہ لقب تیرے لیے



○

تُجھ سے کُچھ اور بھی اِس دل کو میں ڈرتے دیکھوں
ریت کی طرح جب اِنساں کو بکھرتے دیکھوں

رات کے پچھلے پہر جب بھی کروں یاد تجھے
اپنی تنہائیوں کو روشن کرتے دیکھوں

جب گرا ہوتا ہوں سجدے میں تو سر سے اپنے
قافلہ سا تری رحمت کا گزرتے دیکھوں

ڈُوب جاتی ہیں جب اشکوں میں دُعائیں میری
خُود کو ساحل پہ کھڑا پار اُترتے دیکھوں

جب بھی حق بات کوئی میری زباں سے نکلے
اپنے شانوں پہ تجھے ہاتھ سا دھرتے دیکھوں

دیدہ و دل تری ڈوری میں اُلجھتے جائیں
زُلفِ تقدیر کچھ اِس طرح سنورتے دیکھوں

میری تصویر پہ بھی میرے مصوّر ہو کرم
رنگ کیا کیا تجھے کو ذہن میں بھرتے دیکھوں

تجھ میں ہو جاؤں فنا کاش میں، اِتنا یا رب
اپنی دہلیز پہ شیطان کو مرتے دیکھوں



○

میں بندۂ عاصی ہوں خطا کار ہوں مولا
لیکن تری رحمت کا طلب گار ہوں مولا

وابستہ ہے اُمّید مری تیرے کرم سے
تیرا ہُوں فقط تیرا پرستار ہوں مولا

اِک سُوت کی انٹی مرے سانسوں کا اثاثہ
اور یوسفِ ہستی کا خریدار ہُوں مولا

تیغ و تبر و خود و زرہ تھے مرا زیور
اب شیفتۂ جُبّہ و دستار ہوں مولا

باہر کے اُجالے مجھے کیا راہ سُجھائیں
اندر کے اندھیروں میں گرفتار ہُوں مولا

تاریخ بھی میری نہیں پہچانتی مجھ کو
کیسا میں یہ جغرافیہ بردار ہُوں مولا

جن سے میں گزر جاؤں وہ در کھول دے مجھ میں
خود اپنے ہی رستے کی میں دیوار ہُوں مولا

پھر سے مرے اسلاف کی جانب مجھے لے چل
میں لمحۂ آئندہ کو درکار ہُوں مولا

یہ نقطۂ اسود بھی مرے دل سے مٹا دے
سینے میں چھپے چور سے بیزار ہُوں مولا

پھر تو مرے ایماں کو توانائی عطا کر
برسوں نہیں صدیوں سے میں بیمار ہُوں مولا

اس برف سی جاں کو بھی پگھلتے ہوئے دیکھوں
دریوزہ گرِ شعلۂ دیدار ہُوں مولا

پستی سے اُبھرنے کی اگر شرط ہو سُولی
سُولی پہ بھی چڑھنے کو میں تیار ہُوں مولا

اُتنا ہی ڈبو دے مجھے دریائے عمل میں
جتنا بھی میں اب تشنۂ کردار ہُوں مولا

اِک تیرا اشارہ ہو اور آسان ہو مشکل
اِک لہر اُٹھے اور میں اُس پار ہُوں مولا



○

زمیں کے لوگ ہوں یا اہلِ عالمِ بالا
ہر اِک زباں پہ ہے سُبحانَ رَبّیَ الاعلیٰ

ترے قلم کی گواہی مُرقّعِ عالم
فضائیں آئنہ ہیں، دِل ہو دیکھنے والا

دِیے حسین خد و خال تو نے مٹّی کو
ترے جمال کے سانچوں نے آدمی ڈھالا

تھمائی مہر کو لیل و نہار کی ڈوری
صبا کو سونپ دی آرائشِ گل و لالہ

زمینِ تیرہ کے مُنہ سے لگا دیا تُو نے
مہ و نجوم بھرا آسمان کا پیالہ

پڑھے قصیدۂ وحدت ہجومِ کون و مکاں
تو سب کا رب ہے کسی نے تجھے نہیں پالا

مجھے ہی تُو نے دیا اختیارِ لغزش بھی
مجھی پہ اپنی خلافت کا بوجھ بھی ڈالا

اُتار کر مرے سینے میں آگہی کے چاند
بصیرتوں کا مرے گرد کھینچ دے ہالا

ہر ایک سانس کو میری بنا چراغِ حرم
نہ ہو ذرا بھی مرا نامۂ عمل کالا



○

اے مالک میں تیرا بندہ
بندہ اور چھوٹا سا بندہ

نام زباں پر ہر دم تیرا
ذکر کروں میں پیہم تیرا
دھڑکن دھڑکن پرچم تیرا

تیرے عفو کا رسیا بندہ
اے مالک میں تیرا بندہ

صحرا کا ، دریا کا خالق
خوشبو رنگ ضیا کا خالق
چاہت عقل وفا کا خالق
تو ساری دُنیا کا خالق

مٹی کا اِک پُتلا بندہ
اے مالک میں تیرا بندہ

قرباں تیری شان پہ یارب
قائم رکھ ایمان پہ یارب
بیتے چاہے جان پہ یارب
تیرے ہر فرمان پہ یارب

میں مر مٹنے والا بندہ
اے مالک میں تیرا بندہ

رُوح میں شمع جلاتا ہے تُو
ڈھونڈو تو مِل جاتا ہے تُو
کام سبھی کے آتا ہے تُو
داتاؤں کا داتا ہے تُو

میں تیرے بندوں کا بندہ
اے مالک میں تیرا بندہ

شعلوں کو گلزار بناتے
لہروں کو پتوار بناتے
ذرّے کو مینار بناتے
تو اہلِ کردار بناتے

کر سکتا ہے خُود کیا بندہ
اے مالک میں تیرا بندہ



یکساں دین نہ مذہب یکساں
انسانوں کا منصب یکساں
تُو ہر بندے کا رب یکساں
تیری نظروں میں سب یکساں

گورا ہو یا کالا بندہ
اے مالک میں تیرا بندہ

رشتے ہیں سب وقتی اُس کے
بچھڑیں گے سب ساتھی اُس کے
ساتھ نہ ہوگا کوئی اُس کے
ہاتھ بھی ہوں گے خالی اُس کے

قبر میں جب اُترے گا بندہ
اے مالک میں تیرا بندہ

سچائی وردی طاقت کی
نیکی پگڈنڈی جنّت کی
سجدہ سیڑھی ہے رفعت کی
تقویٰ ہے پگڑی عظمت کی

دھن سے ہو کب اُونچا بندہ
اے مالک میں تیرا بندہ

پتّہ پتّہ کاتب تیرا
ذرّہ ذرّہ طالب تیرا
مشرق تیرا مغرب تیرا
ہر انساں ہے نائب تیرا

نوُر ہے تو اور سایا بندہ
اے مالک میں تیرا بندہ

حق امرت ہو ساغر میں بھی
سودا ہو تیرا سر میں بھی
عزّت ہو دُنیا بھر میں بھی
دُھوم ہو جس کی محشر میں بھی

کہلاؤں میں ایسا بندہ
اے مالک میں تیرا بندہ



○

اللہ بڑا سب سے بڑا سب سے بڑا ہے
کہ اُس کی بڑائی کہ ہے یہ شان اُسی کی
تخلیق ہے ہر چیز ہر انسان اُسی کی
ناداں ہے جو کہتا ہے کوئی رب سے بڑا ہے
اللہ بڑا سب سے بڑا سب سے بڑا ہے
انسان تو ہو سکتا ہے اِنسان سے افضل
معیار ہے تقویٰ کوئی عالِم ہو کہ اجہل
لیکن وہ ہر اِک دین سے مذہب سے بڑا ہے
اللہ بڑا سب سے بڑا سب سے بڑا ہے
وحدت بھی ہے کثرت بھی صمد بھی نگراں بھی
اُس کے ہی اِشارے پہ چلے نبضِ جہاں بھی
وہ اَرض و سَما سے سحر و شب سے بڑا ہے
اللہ بڑا سب سے بڑا سب سے بڑا ہے

آقاؤں کا آقا ہے وہ داتاؤں کا داتا
سوچے کوئی کِتنا وہ سمجھ میں نہیں آتا

ہر مرتبہ و کرسی و منصب سے بڑا ہے
اللہ بڑا سب سے بڑا سب سے بڑا ہے

مِٹ جائے گا سب کچھ تو خُدا پھر بھی رہیگا
جب کچھ بھی نہ ہوگا وہ بڑا پھر بھی رہے گا

جب اُس کے سِوا کچھ بھی نہ تھا جب سے بڑا ہے
اللہ بڑا سب سے بڑا سب سے بڑا ہے



O

مولا کریم ربِّ عظیم قادر ہے ذات تیری
یہ اَوج و پست یہ بُود و ہست یہ کائنات تیری

چشمِ ظہور تحت الشعور ہو نُور نُور تجھ سے
تیر انصاب حکمت مآب رحمت صفات تیری

لَیل و نہار پت جھڑ بہار سجدہ گزار تیرے
یہ رنگ رُوپ یہ تیز دُھوپ یہ چاندرات تیری

عزّت زوال خُوشیاں ملال فرد و حال تجھ سے
دم دم کے ساتھ مرگ و حیات شانِ ثبات تیری

○

اے ہمارے خُدا تو ہے سب سے بڑا
صرف تیری مدد کا ہمیں آسرا

تیری قُدرت کی رعنائیاں چار سُو
اِبتدا ہے تمام اِبتداؤں کی تُو
اور سب اِنتہاؤں کی ہے اِنتہا
اے ہمارے خُدا

ہم غریبوں کی سُن بے نواؤں کی سُن
بد نصیبوں کی سُن نارساؤں کی سُن
سُننے والا نہیں کوئی تیرے سوا
اے ہمارے خُدا



لے پناہوں میں ہم کو بھی رحمت تری
تجھ سے ہی مانگتے ہیں محبّت تری
یہ بھی تیرا کرم یہ بھی تیری عطا
اے ہمارے خُدا

لیں نہ ہم بھول کر بھی سہارا غلط
اِک قدم بھی نہ اُٹھّے ہمارا غلط
ہم کو سچّائی کے راستوں پر چلا
اے ہمارے خُدا

دُوریوں کو جگہ اپنے نزدیک دے
خیر کے ساحلوں کی ہمیں بھیک دے
شر کی طُغیانیوں نے ہے گھیرا ہُوا
اے ہمارے خُدا

سر ترے آگے جُھک جائیں ہر حال میں
شُکر تیرا بجا لائیں ہر حال میں
مفلسی ہو کہ ہو دولتِ بے بہا
اے ہمارے خُدا

○

ہر ایک لمحے کے اندر قیام تیرا ہے
زمانہ ہم جسے کہتے ہیں نام تیرا ہے

ورائے اوّل و آخر ہے تُو مِرے مولا
نہ اِبتدا نہ کوئی اِختتام تیرا ہے

تِری ثنا میں ہے مصروف بے زبانی بھی
سکوتِ وقت کے لب پر کلام تیرا ہے

شعُور نے سفرِ لاشعور کر دیکھا
تمام لفظ ہیں اُس کے 'دوام' تیرا ہے

تمام عُمر کٹے اک طویل سجدے میں
اِس اِختصار کی بخشش بھی کام تیرا ہے



بہت قریب ہے فِطرت سے رُوحِ انسانی
ہر اِک نظام سے بڑھ کر نظام تیرا ہے

وُہ خُود کو جان گیا جِس نے تجھ کو پہچانا
وُہ محترم ہے جسے اِحترام تیرا ہے

ہر ایک سانس سے آواز آ رہی ہے تِری
مِرا دھڑکتا ہُوا دِل، پیام تیرا ہے

کہاں بیانِ مظفرؔ کہاں بڑائی تِری
جو تھا جواب ہے جو ہوگا، تمام تیرا ہے

○

کوئی موجود نہیں تیرے سوا
کوئی معبود نہیں تیرے سوا
کوئی مقصود نہیں تیرے سوا
کوئی موجود نہیں تیرے سوا

نقشِ کونین ہے قدرت تیری
اسی کثرت میں ہے وحدت تیری

تُو دھڑکتا ہے ہر اک سینے میں
عکس تیرا ہے ہر آئینے میں

رنگ تیرے ہیں مہک تیری ہے
چاند سُورج میں چمک تیری ہے

ابر تیرے ہیں ہوا بھی تیری
کس قدر چپ ہے نوا بھی تیری



روزِ روشن بھی شبِ تار بھی تُو
سامنے تُو، پسِ دیوار بھی تُو

تیری ہستی کے سوا کچھ بھی نہیں
اور مفہومِ بقا کچھ بھی نہیں

ہوگا یُوں خاتمۂ ارض و سما
جیسے ہستی کا کبھی نام نہ تھا

کُچھ نہ ہونے کی خبر تو ہوگا
کُچھ نہیں ہوگا مگر تو ہوگا

کوئی موجود نہیں تیرے سوا
کوئی معبود نہیں تیرے سوا

گھڑ لیے شرک و ریا نے کتنے
اب خدُا بھی ہیں نہ جانے کتنے

کوئی کہتا ہے خدُا آگ میں ہے
اور کہیں رقص کہیں راگ میں ہے

زر پرستوں کے لیے زر ہی خدُا
بے حسوں کے لیے پتھر ہی خدُا

کس قدر تجھ سے جدُا ہے انساں
اب تو انساں کا خدُا ہے انساں

عقل اُس قوم میں کیا ہے ہی نہیں
جو یہ کہتی ہے خدا ہے ہی نہیں

پیشوا دانش و آگاہی کے
سبھی شاگرد ہیں گمراہی کے

ذرّے ذرّے کو جنھوں نے چھانا
اُنھی آنکھوں نے تجھے پہچانا

جو سمجھتے ہیں حقیقت تیری
وہی کرتے ہیں عبادت تیری

کوئی معبود نہیں تیرے سوا

کوئی مقصود نہیں تیرے سوا

خوشبوئیں روشنیاں رنگ ہوا
خامشی قہقہے الفاظ نوا

چاندنی دھوپ ستارے شبنم
زندگی حسن نظارے موسم

جو بھی دُنیا میں ہے سب فانی ہے
فانی چیزوں کی طلب فانی ہے

پھر کسی شے کی ہوس کیا کیجے
دل کو مجروحِ نفس کیا کیجے



قطرہ دریا میں اگر مِل جائے
خالی مٹھی کو گہر مِل جائے

یہی رستہ ہے خزانے والا
پائے سب کچھ تجھے پانے والا

سارے رشتے ہیں جہاں میں جھوٹے
تجھ سے ناتا نہ ابد تک ٹوٹے

اِک تری ذات ہے برحق مولا
تُو ہے بس عشق کے لائق مولا

کوئی مقصود نہیں تیرے سوا

○

پروردگارِ عالم

حیراں ہوں ندرتوں پر
تیری ہی قدرتوں پر

ہے انحصارِ عالم
پروردگارِ عالم

یہ بستیاں یہ صحرا یہ کوہ یہ سمندر
رنگوں کا یہ تبسم ہریالیوں کے اندر

فطرت کے ہیں نمونے
کیا کیا بنائے تُو نے

نقش و نگارِ عالم
پروردگارِ عالم



لا تقنطوا کا ہم کو دے کر اصول تُو نے
پھینکے ہیں جھولیوں میں رحمت کے پھول تُو نے

چھینا ہے مشکلوں کو
سوکھے ہوئے دلوں کو

بخشی بہارِ عالم
پروردگارِ عالم

تیرے ہی لفظِ کُن سے گونجا پیامِ ہستی
قائم ترے ہی دم سے سارا نظامِ ہستی

تُو رُخ ہوا کا پھیرے
پابندِ حکم تیرے

لیل و نہارِ عالم
پروردگارِ عالم

تجھ پر بھی ہم فدا ہوں تیرے نبی کو چاہیں
قرآں ہماری منزل سنّت ہماری راہیں

ایمان دے گواہی
ہم آخرت کے راہی

دیکھیں غبارِ عالم
پروردگارِ عالم

○

دِل میں دیکھا ہے قریبِ رگِ جاں دیکھا ہے
اپنی جانب تجھے ہر دم نگراں دیکھا ہے

جب بھی آتی ہے مؤذّن کی صدا کانوں میں
مَیں نے ہر لفظ رگ و پے میں رَواں دیکھا ہے

ماورائے عَدم و ہست ہے ہستی تیری
بے نشانی میں بھی تیرا ہی نشاں دیکھا ہے

اے خُدا اور بھی پُختہ ہُوا ایماں مِرا
نگہِ غور سے جب سُوئے جہاں دیکھا ہے

تُو ہی عِزّت بھی عطا کرتا ہے اور ذِلّت بھی
کیسا کیسا تِری قدُرت کا سماں دیکھا ہے

جو تِرے واسطے دُشوار سفر پر نِکلا
اُس نے ہر موڑ پہ اِک دارالاماں دیکھا ہے

کیا بساطِ نِگہِ شوق مظفر ہے تِری
آنکھ والوں نے اُسے خُود پہ عیاں دیکھا ہے



○

وُہ سب کا مالک ہے
جس کا عرشِ مُعلّیٰ
اللہ ہی اللہ
ہے بس یارو
اللہ ہی اللہ

ذہن و دِل سے اِک پردہ سا ہٹتا جائے
اَوراقِ روز و شب وقت پلٹتا جائے
پڑھتا جاؤں قدُرت کا رنگین مجلّہ
اللہ ہی اللہ
ہے بس یارو
اللہ ہی اللہ

دریا صحرا سورج چاند ستارے اُس کے
منظر اور رُتیں اُس کی ہم سارے اُس کے
اپنی پُونجی اِک پیشانی ایک مُصلّیٰ
اللہ ہی اللہ
ہے بس یارو
اللہ ہی اللہ

ساری دُنیا فانی باقی ذات اُسی کی
یہ دُنیا میخانہ ساقی ذات اُسی کی
تھام لو اُس کی رسّی اُس کے نبی کا پلّہ
اللہ ہی اللہ
ہے بس یارو
اللہ ہی اللہ

دُنیا اِک شہکار ہے مولا کی ندرت کا
کرتے ہیں اعلان سبھی اُس کی قدرت کا
مٹّی پانی آگ ہوا پھل میوے غلّہ
اللہ ہی اللہ
ہے بس یارو
اللہ ہی اللہ



جس کے بن میں جان مری اُس کے گُن گاؤں
آتی جاتی سانسوں پر مَیں کیا اتراؤں
راکھ کا ڈھیر بنا دے موت کا ایک ہی ہلّہ
اللہ ہی اللہ
ہے بس یارو
اللہ ہی اللہ

دیکھ رہا ہوں میں اپنا انجام مظفرؔ
میرے تن پر ہے پہلا احرام مظفرؔ ○
پاؤں کے انگوٹھے میں ہے لوہے کا چھلّا
اللہ ہی اللہ
ہے بس یارو
اللہ ہی اللہ

---

○ وارثی سلسلے کے احرام پوش پاؤں کے انگوٹھے میں لوہے کا چھلّا پہنتے ہیں۔

○

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے ۔ وُہی خُدا ہے
دکھائی بھی جو نہ دے نظر بھی جو آ رہا ہے ۔ وُہی خُدا ہے

وُہی ہے مشرق وُہی ہے مغرب سفر کریں سب اُسی کی جانب
ہر آئنے میں جو عکس اپنا دکھا رہا ہے ۔ وُہی خُدا ہے

تلاش اُس کو نہ کر بُتوں میں وُہ ہے بدلتی ہُوئی رُتوں میں
جو دِن کو رات اور رات کو دِن بنا رہا ہے ۔ وُہی خُدا ہے

کسی کو سوچوں نے کب سراہا وُہی ہُوا جو خُدا نے چاہا
جو اِختیارِ بشر پہ پہرے بٹھا رہا ہے ۔ وُہی خُدا ہے

نظر بھی رکھے سماعتیں بھی وہ جان لیتا ہے نیّتیں بھی
جو خانۂ لاشعور میں جگمگا رہا ہے ۔ وُہی خُدا ہے



کسی کو تاجِ وقار بخشے کسی کو ذِلّت کے غار بخشے
جو سب کے ماتھوں پہ مُہرِ قدرت لگا رہا ہے ۔ وُہی خُدا ہے

سفید اُس کا سیاہ اُس کا نفَس نفَس ہے گواہ اُس کا
جو شعلۂ جاں جلا رہا ہے بجھا رہا ہے ۔ وُہی خُدا ہے

○

لبِ ازل کی صدا　　لا اِلٰہ اِلاّ اللہ
ازل سے قبل بھی تھا　　لا اِلٰہ اِلاّ اللہ

دلیل کیا ہے کسی ماسوا کے ہونے کی
گواہ ساری خدائی خدا کے ہونے کی
نوائے کُن کی بِنا　　لا اِلٰہ اِلاّ اللہ

حدِ شعور، سراغِ بلندی و پستی
حصارِ مشرق و مغرب، احاطۂ ہستی
مدارِ ارض و سما　　لا اِلٰہ اِلاّ اللہ

چراغِ ذہن، ضیائے نگاہ، نورِ جبیں
جمالِ عشق، وقارِ خودی، اساسِ یقیں
متاعِ صبر و رضا　　لا اِلٰہ اِلاّ اللہ

اذانِ گردشِ دوراں، نمازِ جنّ و بشر
وظیفۂ شجر و سنگ، وردِ شمس و قمر
دعائے ابر و ہوا　　لا اِلٰہ اِلاّ اللہ

نظر میں وسعتِ کون و مکاں کو ضم دیکھے
کمالِ رحمتِ حق پھر قدم قدم دیکھے
کہے تو کوئی ذرا　　لا اِلٰہ اِلاّ اللہ

رکھی گئی تھیں اِسی پر وطن کی بُنیادیں
خدا کرے کہ فلک تک ہم ان کو پہنچا دیں
پکارتی ہے فضا　　لا اِلٰہ اِلاّ اللہ

ہر ایک شے کو فنا ہے ہر اسم ہے فانی
یہ کائنات کا سارا طلسم ہے فانی
بس ایک حرفِ بقا　　لا اِلٰہ اِلاّ اللہ

○

نہ چل سکا اگر میں تیرے دِین پر تو اور راستہ کہاں سے لاؤں گا
کہوں گا کِس کا بندہ اپنے آپ کو میں دُوسرا خُدا کہاں سے لاؤں گا

نہ میں نِکل سکوں تِری حدُود سے نہ کر سکوں جُدا عدم وجُود سے
ہر ایک شے ہے جب فنا کی منتظر میں عرصۂ بقا کہاں سے لاؤں گا

اگر نہ آخرت پہ ہو مِرا یقیں تو مقصدِ حیات و مَوت کچھ نہیں
جو تیری سمت لوٹنا نہ ہو مجھے شعورِ اِرتقا کہاں سے لاؤں گا

کروں بیاں فضیلتیں میں کیا تِری تِری محبّتیں بھی ہیں عطا تِری
جو شاملِ عمل نہ ہو تِرا کرم عمل کا حوصلہ کہاں سے لاؤں گا

بھروسہ مجھ کو تیری رحمتوں پہ ہے گزارا اب مِرا ندامتوں پہ ہے
ندامتیں ہی اے خُدا قبول کر کہ زہد و اِتّقا کہاں سے لاؤں گا



تِرے حبیبؐ کا بھی آسرا مجھے اُسی کے واسطے سے تُو مِلا مجھے
قریب جس نے تجھ سے کر دیا مجھے وہ عشقِ مصطفٰےؐ کہاں سے لاؤں گا

قدم قدم تجھے صدا نہ دُوں اگر تو کیسے طے کروں گا عمر کا سفر
جو دیدۂ گماں سے دیکھتا رہا یقیں کا ذائقہ کہاں سے لاؤں گا

○

میں تیرا فقیر ملنگ خدا
مجھے اپنے رنگ میں رنگ خدا

خوشبو کی طرح ہر چند رہوں
تری مٹھی میں ہی بند رہوں
تری یاد سے بہرہ مند رہوں
گم تجھ میں تری سوگند رہوں
دم دم تو میرے سنگ خدا
مجھے اپنے رنگ میں رنگ خدا

تو دن میں ہے تو رات میں ہے
ہر پھول میں ہے ہر پات میں ہے
مری سوچ مرے نغمات میں ہے
ترا نور ترا آہنگ خدا
مجھے اپنے رنگ میں رنگ خدا



مرا ظاہر اندر جیسا ہو
منظر، پس منظر جیسا ہو
مرا عشق سمندر جیسا ہو
اور تیرے پیمبر جیسا ہو
مرے جینے کا ہر ڈھنگ خدا
مجھے اپنے رنگ میں رنگ خدا

تری رحمت یوں اپنائے مجھے
آنکھوں پر دقت بٹھائے مجھے
تجھ بن اک سانس نہ آئے مجھے
شیطان اگر بہکائے مجھے
کروں اپنے آپ سے جنگ خدا
مجھے اپنے رنگ میں رنگ خدا

سینہ ہو مرا شیشے کی طرح
اور بینائی جھرنے کی طرح
آواز بھی ہو شعلے کی طرح
چمکوں میں سدا ہیرے کی طرح
مجھے لگنے نہ پائے زنگ خدا
مجھے اپنے رنگ میں رنگ خدا

○

یہ آب و گِل یہ خَلق یہ منظر اُسی کے ہیں
اُس کی جسے طلب ہے مقدّر اُسی کے ہیں

دیتا ہے اپنے عشق کی توفیق بھی وُہی
گُم ہیں جو اُس کی ذات میں مظہر اُسی کے ہیں

چمکے اُسی کے ذِکر سے آئینۂ عمل
درویش و اولیاء و پیمبر اُسی کے ہیں

کیوں بارگاہِ حق میں نہ ہوں سر بسجدہ ہم
احسان جس قدر بھی ہیں ہم پر اُسی کے ہیں

گہرائی دے کسی کو، کسی کو بلندیاں
کہسار ہیں اُسی کے سمندر اُسی کے ہیں



مہکے زمین ساری اور افلاک جگمگائیں
یہ لالہ و گل و مہ و اختر اُسی کے ہیں

تخلیق اُسی نے کیں یہ دِلآویز صُورتیں
اتنے حسین خاک کے پیکر اُسی کے ہیں

قُدسی اُسی کی حمد و ثنا رات دِن کریں
محتاج جن و اِنس مظفّر اُسی کے ہیں

○

جس نے خود کو جانا اس کو جانا ہے
وہ حق ہے اُس کا ممکن سے ناتا ہے

پانی کے اندر وہ دیکھے پانی کو
دِل ہی دل میں بات کروں تو سنتا ہے

وُہ سِرّ الاسرار ہے وُہ رُوح الارواح
میرے عزم کی اوٹ ارادہ اُس کا ہے

سب لَوحِ محفوظ پہ اُس نے لکھوایا
جو کچھ ہو گزرا جو ہونے والا ہے

ہر اوّل سے پہلے ہر آخر کے بعد
جتنا ظاہر ہے اتنا پوشیدہ ہے



معلوم و علم و عالم ہے نام اُس کا
پھر بھی سب کی عقل و فہم سے بالا ہے

ایک عدم پیچھے تھا ایک عدم آگے
ان دونوں کے بیچ وجودِ دنیا ہے

کون مظفؔر دیکھ سکا آئینے کو
جو کچھ آئینے میں ہے وہ دیکھا ہے

اے مالک و مختار

دانا و خبردار

تُو ربِّ سموات ہے تُو خالقِ لولاک

کر سکتی ہیں کیسے مری سوچیں ترا ادراک

مَیں دائرۂ عقل میں تُو عقل کے اُس پار

اے مالک و مختار

دانا و خبردار



جاری تری آواز کی رَو پہ سفرِ کُن

قائم ہے ترے حکم سے عالم کا توازُن

محتاجِ اشارے کی ترے وقت کی رفتار

اے مالک و مختار

دانا و خبردار

مِل جائے اگر دیدۂ خورشید بھی مجھ کو

میں لا نہ سکوں حلقۂ بینائی میں تجھ کو

میں صرف تحیُّر ہوں تو اسرار ہی اسرار

اے مالک و مختار

دانا و خبردار

تُو کشتیِ اُمّید ڈبونے نہیں دیتا

مایوس کسی حال میں ہونے نہیں دیتا

سائے میں ترے رحم کے ہے مجھ سا گنہگار

اے مالک و مختار

دانا و خبردار

○

یہ زمیں یہ فلک
ان سے آگے تلک
جتنی دُنیائیں ہیں
سب میں تیری جھلک
سب سے لیکن جُدا
اے خُدا اے خدا

ہر سحر پھوٹتی ہے نئے رنگ سے
سبزہ و گل کھلیں سینۂ سنگ سے
گونجتا ہے جہاں تیرے آہنگ سے
جس نے کی جستجو
مِل گیا اُس کو تُو
سب کا تو رہ نما
اے خُدا اے خدا



ہر ستارے میں آباد ہے اک جہاں
چاند سورج تری روشنی کے نشاں
پتھروں کو بھی تُو نے عطا کی زباں
جانور، آدمی
کر رہے ہیں سبھی
تیری حمد و ثنا
اے خدا اے خُدا

نُور ہی نُور بکھرا ہے کالک نہیں
دُوسرا کوئی حدِّ گماں تک نہیں
تیری وحدانیت میں کوئی شک نہیں
لاکھ ہوں صورتیں
ایک ہی رنگ ہیں
تو ہے جلوہ نُما
اے خُدا اے خُدا

سونپ کر منصبِ آدمیت مجھے
تُو نے بخشی ہے اپنی خلافت مجھے
شوقِ سجدہ بھی کر اب عنایت مجھے
خم رہے میرا سر
تیری دہلیز پر
ہے یہی التجا
اے خُدا اے خُدا

○

جاں بول رہی ہے نہ لہو بول رہا ہے
میں بول رہا ہوں کہ یہ تُو بول رہا ہے

کلیوں کے چٹکنے کی صدائیں بھی سُنی ہیں
مٹّی میں باندازِ نمُو بول رہا ہے

ٹانکے سے لگاتا ہے ترے عفو کا ریشم
ہر دامنِ عصیاں کا رفو بول رہا ہے

پڑھتے ہیں وظیفہ شجر و سنگ بھی تیرا
دھیرے سے سہی عالمِ ہُو بول رہا ہے

طُوفاں کی لہروں میں بھی ہے اِک ترا لہجہ
تُو ہی بہ سکُوتِ لبِ جُو بول رہا ہے

ہر عکس چھکتا نظر آتا ہے بظاہر
لیکن پسِ آئینہ سے تُو بول رہا ہے



○

گُل میں خُوشبُو تری سُورج میں اُجالا تیرا
پاتے ہر شے میں تجھے ڈھونڈھنے والا تیرا

کِس کی تعمیر و ترقی میں ترا ہات نہیں
لغزشِ پا کا مداوا تو کوئی بات نہیں
روک لے گرتی فصیلوں کو سنبھالا تیرا

بے سفینہ بھی وُہ لہروں پہ ٹھہر سکتا ہے
وہ ہر اِک راہِ حوادث سے گزر سکتا ہے
آسرا ہو جسے اللہ تعالیٰ تیرا

جو بہر حال نہ شاکر ہوں وُہ کب ہیں تیرے
آزمائش کے طریقے بھی عجب ہیں تیرے
اور اندازِ کرم بھی ہے نرالا تیرا

نہ تردّد نہ تصنُّع نہ تکلّف کوئی
جب کراتا ہے مظفر کا تعارُف کوئی
شکر ہے پہلے وہ دیتا ہے حوالہ تیرا

○

شب کو مہتاب نکالا ہے
دِن میں خُورشید اُچھالا ہے
جس کا ہر سمت اُجالا ہے
بندہ اللہ تعالیٰ ہے

دُنیائے رنگیں کی دُلہن
جاتے لمحوں کی ڈولی میں
شبنم کی اَبرق پھولوں پر
موتی دریا کی جھولی میں
یہ کس کی مینا کاری ہے
کون ایسی خُوبیوں والا ہے
بندہ اللہ تعالیٰ ہے



مہکار جُدا آواز جُدا
دُھن اپنی اپنی ساز جُدا
چہرے سے نہیں ملتا چہرہ
ہر پیکر کے انداز جُدا
شہکار بنائے یہ جس نے
ہاں وہ فنکار نِرالا ہے
بندہ اللہ تعالیٰ ہے

قبضہ ہے جس کی چُٹکی کا
شہ رگ پر ہم اِنسانوں کی
وہ جس کے آگے جُھک جائے
پیشانی نافرمانوں کی
ہر منظر جس کا پرتو ہے
ہر اک تحریر حوالہ ہے
بندہ اللہ تعالیٰ ہے

○

جو ملے حیاتِ خضر مجھے اور اُسے مَیں صرفِ ثنا کروں
ترا شکر پھر بھی ادا نہ ہو ترا شکر کیسے ادا کروں

ترے لُطف کی کوئی حد نہیں گِنوں کِس طرح کہ عدد نہیں
نہیں کوئی تیرے سوا مرا کِسے یاد تیرے سوا کروں

ترے دَر پہ خم رہے سر مرا تری رحمتوں پہ گُزر مرا
میں کہا کروں تُو سنا کرے تُو دِیا کرے میں لِیا کروں

مجھے خُوشبوؤں سی کلاہ دے مجھے روشنی سی نگاہ دے
کبھی پھُول بن کے مہک اُٹھوں کبھی شمع بن کے جلا کروں

میں بہت ہی عاجز و بے نوا ترے آگے میری بساط کیا
کوئی بھُول ہو تو معاف کر مجھے بخش دے جو خطا کروں

میرے ایک دامنِ عمر میں ہیں نہ جانے کتنی ندامتیں
مرا خاتمہ بھی بخیر ہو یہی رات دِن میں دعا کروں



○

تُو ہی خلّاقِ جہاں ہے تُو ہی ربّ العالمین
یا شفیقُ یا رفیقُ نحنُ مِنۡ کُلِّ یقین

تُو ہے عرشِ مُعلّٰی تُو ہے بابِ حرم
تُو صداقت تُو عدالت تُو محبّت تُو کرم
تُو صمد ہے تُو احد ہے منفرد ہے تیرا دِین
یا شفیقُ یا رفیقُ نحنُ مِنۡ کُلِّ یقین

رنگ خُوشبُو روشنی صحرا سمندر کوہسار
لالہ و گُل ماہ و انجم برق و باراں برگ و بار
تیری صنّاعی کے شاہد تیری قدرت کے امین
یا شفیقُ یا رفیقُ نحنُ مِنۡ کُلِّ یقین

شام کے رنگین سائے صبح کی ٹھنڈی ہوا
اور تری تسبیح کرتے طائرانِ خُوش نوا
دِل رُبا و دِلفریب و دِل فروز و دِل نشین
یا شفیقُ یا رفیقُ نحنُ مِنۡ کُلِّ یقین

لائقِ سجدہ اگر ہے کوئی تو بس تیری ذات
تُو نے بندوں کو عطا کی کس قدر رنگیں حیات
سر پہ نیلا آسماں قدموں تلے خاکی زمین
یا شفیقُ یا رفیقُ نَحْنُ مِنْ کُلِّ یقین

تُو پسِ پردہ ہے لیکن جلوہ آرائی کرے
یعنی کثرت کا تماشا تیری یکتائی کرے
عکس ہیں تیرے، یہ منظر خوشنما شکلیں حسین
یا شفیقُ یا رفیقُ نَحْنُ مِنْ کُلِّ یقین

ایک ہم کیا چاہنے والے ہیں اے خالق ترے
تیری خوشنودی کے طالب عاشقِ صادق ترے
قطب ابدال و مجدّد اولیاء و مرسلین
یا شفیقُ یا رفیقُ نَحْنُ مِنْ کُلِّ یقین

جو نہ پہچانے تجھے وہ آدمی ہے بدنصیب
کیا خبر اُس کو کہ تو ہے شاہ رگ سے بھی قریب
البصیرُ، الحفیظُ، الحسیبُ، المتین
یا شفیقُ یا رفیقُ نَحْنُ مِنْ کُلِّ یقین



○

بیگانۂ توصیف و ثنا بھی نہ ہُوا جائے
اور پیشِ خدا مجھ سے کھڑا بھی نہ ہُوا جائے

اُٹھتے بھی نہیں فرطِ ندامت سے مرے ہاتھ
اور منکرِ تاثیرِ دُعا بھی نہ ہُوا جائے

ہر چند کہ میں اُس کا سزاوار نہیں ہوں
رحمت سے مگر اس کی جدا بھی نہ ہُوا جائے

پورا بھی اُترتا نہیں تسلیم و رضا پر
اور تارکِ تسلیم و رضا بھی نہ ہُوا جائے

ہوتا ہے بُروں پہ بھی مظفر کرم اُس کا
مجرم بھی ہوں مایوسِ جزا بھی نہ ہُوا جائے

○

کرنیں پھوٹیں سیاہی نکلے
وقت کی کوکھ سے کچھ بھی نکلے
حمد و ثنا اللہ کے لیے ہے

مُلکِ عدم موجود ہے اُس میں
ہر اِک حد محدود ہے اُس میں
یہ کثرت یکتا کے لیے ہے

میں اُس کا یہ عالم اُس کا
نام زباں پہ ہر دم اُس کا
ہر تعریف خُدا کے لیے ہے



خیر کی بھیک غنی سے مانگوں
ہر توفیق اُسی سے مانگوں
حرفِ دُعا مولا کے لیے ہے

ذرّہ ذرّہ اُس کی شہادت
ہر اِک شے مصروفِ عبادت
خلّاقِ دُنیا کے لیے ہے
حمد و ثنا اللہ کے لیے ہے

○

رحم کر رحم کر اے خدا رحم کر
طالبِ رحم ہیں بے نوا رحم کر

ہر کڑے وقت میں کام آتا ہے تو
سب کا مولا ہے تو سب کا داتا ہے تو
کون ہے اپنا، تیرے سوا، رحم کر
اے خدا رحم کر

جب اُٹھے آنکھ تیرے حرم پر پڑے
سایۂ معصیت بھی نہ ہم پر پڑے
داورِ حشر ربِّ جزا رحم کر
اے خُدا رحم کر



نام لیوا ترے، تیرے محبوب کے
تو مِلا دِل کی گہرائی میں ڈوب کے
پار لگ جائیں ہم کبریا رحم کر
اے خُدا رحم کر

تیرے عفو و عنایت کے محتاج ہیں
ہم سدا تیری رحمت کے محتاج ہیں
رحم کر تو بھی ہم پر سدا رحم کر
اے خُدا رحم کر

○

تری ذات بڑی ترا نام بڑا
سبحان اللہ سبحان اللہ
تو ہمیشہ سے ہے تو رہے گا سدا
سبحان اللہ سبحان اللہ

ترے دھیان میں آنکھ جو بند کروں
تو میں سیرِ فضائے بلند کروں
میں عروج کو کیوں نہ پسند کروں
ترے در پہ جھکا ہوا سر ہے مرا
سبحان اللہ سبحان اللہ

مرا دل ترا گھر ہے حرم تو نہیں
یہ کرم بھی ترا کوئی کم تو نہیں
کہ میں تشنۂ لوح و قلم تو نہیں
مجھے حرف دیے مجھے نطق دیا
سبحان اللہ سبحان اللہ



مرا ذہن چراغ ہوا تجھ سے
مجھے اپنا سراغ ملا تجھ سے
نہ کوئی بھی ہوا پیدا تجھ سے
نہ کسی نے کیا تجھ کو پیدا
سبحان اللہ سبحان اللہ

مہ و مہر میں ہیں جو ضیائیں تری
وہ ضیائیں بھی راہ دکھائیں تری
یہ ہوائیں تری یہ فضائیں تری
ترے کُن سے ترانۂ ہست چھڑا
سبحان اللہ سبحان اللہ

تری یاد جو روح پہ پاؤں دھرے
نظر آؤں میں خود سے بہت ہی پرے
اُسے کون سا لفظ بیان کرے
ترے ذکر میں آئے جو مجھ کو مزا
سبحان اللہ سبحان اللہ

کیا ٹھیکرے سے مجھے تُو نے صدف
دیا تُو نے حیات کا مجھ کو شرف
مجھے لوٹ کے جانا ہے تیری طرف
مرا اصل ٹھکانہ وہی ہے خدا
سبحان اللہ سبحان اللہ

## "الفاتحہ"

صُبح تعریفیں شام تعریفیں
ختم تجھ پر تمام تعریفیں
اے جہانوں کے پالنے والے

ہم ترے ساری کائنات تری
کس قدر ہے رحیم ذات تری
مشکلوں سے نکالنے والے

تجھ سے دُنیائے ہاؤ ہو مولا
مالکِ آخرت بھی تو مولا
پل کو صدیوں میں ڈھالنے والے

جذبۂ بندگی کی حد چاہیں
تجھ سے چاہیں اگر مدد چاہیں
سیدھے رستے پہ ڈالنے والے

نعمتیں اپنی عام کر ہم پر
کھول دے رحمتوں کے در ہم پر
قسمتوں کو اُجالنے والے



○

## "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ"

وہ ہے کتنے رحم کا مالک کتنا پیار ہے اُس کے پاس
تیری سوچ سے بالا بندے جتنا پیار ہے اُس کے پاس

اپنے پیارے پیغمبر کو اُس نے دیا قرآن کا علم
یعنی ساری دُنیا سے بڑھ کر تھا ایک انسان کا علم

اپنی جانب دیکھ تجھے تخلیق کیا اُس مولا نے
لفظ ادا کرنے کا تجھ کو ہُنر دیا اُس مولا نے

سُورج دِن پہ کرے حکومت چاند کا راج اندھیروں پر
دونوں ہی چلتے رہتے ہیں اپنے اپنے رستوں پر

یہ ہریالی یہ سبزہ یہ پیڑ بھی سجدہ کرتے ہیں
سارے شکر گزار خُدا کے سب اُس کا دم بھرتے ہیں

گردوں کو اُونچائی بخشی اور ترازو قائم کی
انسانوں میں پورا پورا تولنے کی خو قائم کی

تیری خاطر زمیں بچھائی میوے پھول اناج کے ساتھ
مٹی سے انسان بنائے آگ کے شعلوں سے جنّات

دونوں مشرق و مغرب والی قدرت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلائے گا

دریاؤں کو سنگم بخشا اور موتی گہرائی کو
لہروں پر ٹھہرایا اُس نے بیڑوں کی اُونچائی کو
چھوٹے سے قد والے اس کی رفعت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلائے گا

جو بھی ہے مخلوق جہاں میں ساری آنی جانی ہے
رہنے والی ذات خدا کی باقی سب کچھ فانی ہے
دیکھتی آنکھوں سے کیا اُس کی عظمت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلائے گا

صرف زمیں کیا گردوں پر بھی جو مخلوق آباد رہے
اُس کے آگے ہی اپنا دامن پھیلا کر شاد رہے
اُس داتا کی بخشش، دین، عنایت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلائے گا



نِبٹا کر ہر کام وہ تیری جانب دھیان بھی دیتا ہے
جینے کے کیسے کیسے تجھ کو سامان بھی دیتا ہے
اُس کے کس کس لطف کو رحم کو رحمت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلائے گا

تو کیا جانے اِس عالم کا سِرا کہاں ہے ڈور کہاں
حدِّ ارض و سما سے نکلے تجھ میں اِتنا زور کہاں
اپنی کمزوری اور اُس کی طاقت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلائے گا

برسیں تجھ پر آگ کے شعلے اور دُھوئیں میں کھو جائے
اور فلک پھٹ کر نیلے سے اگر گلابی ہو جائے
یہ ہیں قیامت کے آثار قیامت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلائے گا

اُس دن جِنّ و اِنس سے پوچھ نہ ہوگی اُن کے عصیاں کی
اُس دن نبضیں چھوٹ رہی ہوں گی رفتارِ دوراں کی
جو اُن پر ٹوٹے گی کیا اُس آفت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلائے گا

اُس دن مجُرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے
پیشانی کے بالوں اور پیروں سے پکڑے جائیں گے
دوزخ میں جانے والوں کی حالت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کِس کِس نعمت کو جھٹلائے گا

جھٹلاتے ہیں جو دوزخ کو آج فضائے نرم کے بیچ
روزِ حشر وُہی ہوں گے دوزخ اور آبِ گرم کے بیچ
کیا اِس حکمِ ربی کو اِس آیت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کِس کِس نعمت کو جھٹلائے گا

اپنے رب کے آگے کھڑے بھی ہونے سے جو ڈرتے ہیں
قسم قسم کے میووں والے دو دو باغ انھیں کے ہیں
دو چشموں دو نہروں والی جنّت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کِس کِس نعمت کو جھٹلائے گا

کمخواب و اطلس کے بستر ہوں گے جنّت والوں کے
اور بچھاور ہوں گے اُن پر میوے دونوں باغوں کے
کھائے بِنا تو کیسے اُن کی لذّت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کِس کِس نعمت کو جھٹلائے گا



نیچی نظروں والی ایسی دوشیزائیں بھی ہوں گی
یاقوت و مرجان کی جن کے تن پہ قبائیں ہوں گی
اُن کے حُسن کو اُن کی زیب و زینت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلائے گا

نیکی کا بدلہ نیکی ہے یہ اللہ کا ہے فرمان
نیکی کرنے سے جو کتراتیں وُہ ہیں کتنے نادان
ایسے نادانوں کی کھوٹی قسمت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلائے گا

دو باغ اور ہیں جن میں چشمے میوے اور کھجوریں ہیں
ویسی ہی دوشیزائیں اور پردے والی حُوریں ہیں
اُس کے جلال اور اُس کے نام کی برکت کو جھٹلائے گا
بندے اپنے رب کی کِس کِس نعمت کو جھٹلائے گا

○

مرے دل میں تُو مرے لب پہ تُو
تری شان جلّ جلالہٗ
مری زندگی ، تری آرزو
تری شان جلّ جلالہٗ

تُو سمندروں میں سحاب میں
تُو ہواؤں میں تُو سراب میں
تُو مہک رہا ہے گلاب میں
تُو ہر ایک حسن و شباب میں
کرے ہر زبان میں گفتگو
تری شان جلّ جلالہٗ



مری سوچ تھکی تری رہ گزر
مجھے لے گئی نہ کہاں نظر
کبھی فرش پہ کبھی عرش پر
تجھے ڈھونڈتا تھا اِدھر اُدھر
تُو ملا قریبِ رگِ گلو
تری شان جلّ جلالہٗ

مجھے چھوڑتی نہیں حیرتیں
کہ دوں کیا بیاں تری عظمتیں
کہاں میں کہاں تری رفعتیں
کہیں خلوتیں کہیں جلوتیں
کہیں خامشی کہیں ہاؤ ہو
تری شان جلّ جلالہٗ

نہ صدف نہ ماہِ منیر دے
مجھے روشنیِ ضمیر دے
مجھے پیار دے تو کثیر دے
میں ہوں نقطہ مجھ کو لکیر دے
ترے ہاتھ ہے مری آبرو
تری شان جلّ جلالہٗ

مے عشق سے مرا جام بھر
کھلیں مجھ پہ راز تمام تر
چلوں تیری رسّی کو تھام کر

مری موت ہو ترے نام پر
ترے کام آئے مرا لہو
تری شان جلّ جلالہٗ



○

لاج رکھنا سوالی کی داتا
مانگنا بھی نہیں مجھ کو آتا

کوئے عصیاں میں برسوں پھرا ہوں
در پہ آکر ترے رُک گیا ہوں
تجھ کو چاہوں محمدؐ کو چاہوں

اور کوئی نہیں مجھ کو بھاتا
لاج رکھنا سوالی کی داتا

تیرگی صبح سے پہلے بھاگے
شب کے پچھلے پہر ذہن جاگے
ٹیکتا ہوں فقط تیرے آگے

اپنا دل اپنا سر اپنا ماتھا
لاج رکھنا سوالی کی داتا

رُوح جھومے اِشاروں پہ تیرے
آنکھ لہرائے جلووں پہ تیرے
میرا ہر گام رستوں پہ تیرے

میری ہر سانس کا تجھ سے ناتا
لاج رکھنا سوالی کی داتا

تو فقط میری سوچوں کا محور
خانۂ جاں ہے تجھ سے اُجاگر
رحم کرتا اگر تو نہ مجھ پر

میں بکھر جاتا میں ٹوٹ جاتا
لاج رکھنا سوالی کی داتا

سنگ میرا صدف ہو الٰہی
پیاس دریا بکف ہو الٰہی
میرے چاروں طرف ہو الٰہی

تیرے لطف و کرم کا احاطہ
لاج رکھنا سوالی کا داتا

میں کہ اپنے گلستاں کا مالی
کیسی کیسی بہاروں کا والی
آخری وقت میں ہاتھ خالی



چل دیا خاک اپنی اُڑاتا
لاج رکھنا سوالی کی داتا

وقت کو بھی ہے اِک دن ٹھہرنا
موت کو بھی ہے اِک روز مرنا
سرخرو مجھ کو اُس وقت کرنا

جب کھُلے حشر میں میرا کھاتہ
لاج رکھنا سوالی کی داتا

# اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام

اے خُدا اے ربّ العزت تُو ہے رحمٰن و رحیم
تو مَلِک، قدوس، مومن، تو مہیمن، تو حکیم

تو سلام و خالق و متعالیؔ و عدل و کریم
تو عزیز و باری و غفّار و فتّاح و علیم

تو غفور و باسط و حق و واسع و قابض ہے تو
تو شکور و عفو ہے اور رافع و خافض ہے تو

تو مُذِلّ و مُنتقم، توّاب و مُغنی و صمد
تو مجید و ماجد و مُقسِط، قوی واحد، احد

تو متین و قادر و قہّار و قیوم و کبیر
تُو لطیف و مانع و رزّاق و جبّار و خبیر

ؔ ضرورتِ شعری



تُو رشید و جامع و وہّاب تُو بَر و مقیت
تو علی ہے تو ولی ہے تو غنی ہے تو ممیت

تو بدیع و نافع و باقی و ودود و ضار و نور
ذُوالجلالِ والاکرام و مالکُ الملک و صبور

تو رؤوف و باعث و محیی مصوّر اور جلیل
تو حفیظ و ہادی و مُتکبّر و وارث و کیل

تو مقدّم تو مؤخّر اوّل و آخر ہے تو
مقتدر، حیّ و سمیع و باطن و ظاہر ہے تو

میرے مولا تو مُعِزّ و مُبدی و محصی بھی ہے
تو حَکَم ہے تو بصیر و واجد و والی بھی ہے

یا عظیمُ یا حلیمُ یا رقیبُ یا مجیب
یا حمیدُ یا سعیدُ یا شہیدُ یا حسیب

# خانۂ خدا

خانۂ خدائے ذوالجلال
کعبۂ قدیم و لازوال

قدسیوں کا شاہکارِ خشت
طاقِ سنگ پارۂ بہشت

رازدارِ قدرتِ جلیل
یادگارِ آدم و خلیل

لوحِ وصلِ گردوں و زمیں
خاک پر مکانِ اوّلیں

سمتِ بندگی رُخِ نماز
قبلۂ حقیقت و مجاز



نقشِ کبریا نشانِ حق
سدرۂ مسافرانِ حق

سجدہ گاہِ اُمتِ رسول
بابِ رحمت و درِ قبول

مصدرِ حمیّت و جہاد
ماخذِ یقین و اتحاد

بامِ عشق ، مرکزِ طواف
رُوح کا مقامِ اعتکاف

چشمِ دل سے جس کو دیں دار
دیکھتے ہیں دن میں پانچ بار

جس پہ ہو کریم کا کرم
اُس کو ہو زیارتِ حرم

# قرآنِ کریم

قرآں صحیفہ ہے وظیفہ ہے دعا ہے
اللہ کی آواز ہے تخلیقِ خدا ہے

تابانیِ آئینۂ آفاق ہے قرآں
زہرِ بدن و رُوح کا تریاق ہے قرآں
خونِ رگِ شہزادۂ اخلاق ہے قرآں

دوشیزۂ تہذیب کے ہاتھوں کی حنا ہے
قرآں صحیفہ ہے وظیفہ ہے دعا ہے

قرآں حرم، جس پہ فدا جان ہماری
قرآں سے ہم اور یہی پہچان ہماری
قرآں کی قسم اس سے بڑھے شان ہماری

اللہ کی نعمت ہے نوازش ہے عطا ہے
قرآں صحیفہ ہے وظیفہ ہے دعا ہے



قرآں کا ہر لفظ شرابور اثر سے
قرآں پڑھا جائے اگر گہری نظر سے
دِل میں ہوں اُجالے سے کھُلیں ذہن میں در سے

حکمت ہے بصیرت ہے صداقت ہے صفا ہے
قرآں صحیفہ ہے وظیفہ ہے دعا ہے

ستارے کی طرح ہر عربی پر عجمی پر
کھُلتے ہوئے پرچم کی طرح دوشِ جری پر
ہیرے کی طرح طرۂ دستارِ شہی پہ

عُریانیِ افلاس کی چادر ہے قبا ہے
قرآں صحیفہ ہے وظیفہ ہے دعا ہے

قرآں کرے فاش سب اسرارِ خدائی
قرآں کے وسیلے سے خدا تک ہے رسائی
قرآں کا مقصود ہے اِنساں کی بھلائی

رحمت ہے مروّت ہے محبت ہے وفا ہے
قرآں صحیفہ ہے وظیفہ ہے دعا ہے

قرآن کی دعوت میں نمائش نہ دکھاوا
قرآن ہر اک قوم کو دیتا ہے بلاوا
قرآن سے ہو بیماریِ باطن کا مداوا

قرآن توانائی ہے اَمرت ہے شفا ہے
قرآن صحیفہ ہے وظیفہ ہے دعا ہے

آئینِ مکمل ہے ریاست کے لیے بھی
مذہب کے لیے بھی ہے سیاست کیلیے بھی
قائد کے لیے ہی نہیں مِلّت کے لیے بھی

قرآن ہی فقط راہبر و راہ نُما ہے
قرآن صحیفہ ہے وظیفہ ہے دُعا ہے



# "دُعا"

اے خُدا اے رحیم اے رحمٰن
میں تری کبریائی کے قُربان

زندگی تیری کائنات تری
واحدہٗ لاشریک ذات تری

تیری دہلیز پہ ہے سر میرا
تیری حمد و ثنا ہُنر میرا

ہر گھڑی رحم کی نظر مُجھ پر
تیرے احساں ہیں کس قدر مُجھ پر

دیدہ و دِل دِیے شعور دِیا
میری سوچوں کو اپنا نُور دِیا

قوّتِ خامہ و سخن بخشی
تہی جاں کو متاعِ فن بخشی

شکر تیرا ادا نہ ہو مجھ سے
ورنہ ہونے کو کیا نہ ہو مجھ سے

تیرا اِک بندۂ حقیر ہوں میں
تیرے محبوب کا فقیر ہوں میں

عُمر تو عُمر، پل میں کچھ بھی نہیں
میری جیبِ عمل میں کچھ بھی نہیں

میں ندامت سے چُور چُور بھی ہوں
اور حاضر ترے حضور بھی ہوں

حرفِ لا تقنطو کی آس لیے
لبِ دریا کھڑا ہوں پیاس لیے

گائے ہر سانس تیرے گُن مولا
مجھ گنہگار کی بھی سُن مولا

لے خبر گردوں و زمیں والے
مشکلوں میں گھرے ہیں دیں والے



تجھ سے ناتا یہ توڑ بیٹھے ہیں
تیری رسّی کو چھوڑ بیٹھے ہیں

اہلِ اسلام میں محبّت دے
اِتفاق اِتحاد اُخوّت دے

کاش ہم پھر سے نیک ہو جائیں
سب مسلمان ایک ہو جائیں

اہلِ ایماں کی جو ریاست ہو
اُس میں تیری ہی حاکمیّت ہو

خطّۂ پاک بھی عطا ہے تری
اُس کا مقصود بھی رضا ہے تری

مُصطفائی نظام ہو اُس کا
ساری دُنیا میں نام ہو اُس کا

میں کہ اِس سرزمیں کا باشندہ
یہ ہے زندہ تو میں بھی ہوں زندہ

تا قیامت رہے وطن میرا
یہی سرمایہ میرا وطن میرا

وقف اِس کے لیے ہو جان مری
یہ مری آبرو یہ شان مری

راہِ اسلاف پر چلوں ایسے
جھوم اُٹھیں منزلیں مری لے سے

ہر شب آئے حسیں سویرے لیے
یہ زمیں ہو بہشت میرے لیے

دُشمنوں کو بھی خیر خواہی دوں
عدل و انصاف کی گواہی دوں

عکسِ قرآں ہر اک عمل ہو مرا
میری اولاد، نیک پھل ہو مرا

میرے بچّوں کو ذی حشم کرنا
اُن کے دِل طیبہ و حرم کرنا

اِس قدر تجھ سے اُن کو پیار رہے
خدمتِ ملک و دیں شعار رہے

اپنا سمجھے اُنھیں پرایا بھی
نہ پڑے اُن پہ غم کا سایا بھی



جب بھی روزِ حساب ہو یا رب
بخشنا والدین کو یا رب

دمِ رُخصت ہوں میرے قلب و نگاہ
شیشۂ لا اِلٰہ اِلّا اللہ

جب نظر دُوسرے جہان پہ ہو
مُصطفیٰ مُصطفیٰ زبان پہ ہو

مرتے دم تیری دید ہو یا رب
موت بھی میری عید ہو یا رب

رحم سے نامۂ عمل بھرنا
مجھ کو رُسوا نہ حشر میں کرنا

رکھنا مجھ کو جوارِ رحمت میں
ہو ٹھکانہ مرا بھی جنّت میں

○

اپنی لگن لگا دے، مولا، اپنی لگن لگا دے
دِل سے کالا نقطہ نوچ کے اُجلی کرن لگا دے
مولا اپنی لگن لگا دے

تیری جانب کُھلنے والے دَر کُھل جائیں مجھ پہ
سارے منظر سارے پَس منظر کُھل جائیں مجھ پہ
رُوح کے اندر باہر آنکھوں کی انجمن لگا دے
مولا اپنی لگن لگا دے

اپنی تنہائی کے حلقے میں مصروف رہوں میں
چُپ رہ کر بھی تیرے ذِکر میں ہی مصروف رہوں میں
میری خاموشی کو گویا قفلِ سخن لگا دے
مولا اپنی لگن لگا دے

مَیں قطرہ ہوں دریا میں گِر کر دریا ہو جاؤں
کھوج نہ اپنا لگا سکوں تجھ میں ایسا کھو جاؤں
ہر دم اپنے دھیان کی دُھن میں میرا بھی من لگا دے
مولا اپنی لگن لگا دے

# حمدیہ قطعات

○

ہیچ ہو میرے سامنے دُنیا
اِس قدر مجھ کو وسعتیں دیدے
میرا دامن بھی ہو زمیں جتنا
اور زمیں بھر کے رحمتیں دیدے

○

اپنے در کا مجھے گدا رکھنا
مجھ پہ بابِ کرم کھُلا رکھنا
اے خدا مجھ میں اور شیطاں میں
فاصلہ شرق و غرب کا رکھنا

○

فاش ذہن و ضمیر پہ میرے
ہر بھلائی کا بھید ہو یارب
کاش مجھ کور بخت کا چہرہ
حشر کے دن سفید ہو یارب

○

قطرہ قطرہ سبوئے حق پی کر
خطِ پیمانۂ حیات گھٹے
لمحہ لمحہ ہرا ہو صدیقی
اتباعِ نبی میں عمر کٹے

○

جن کو دانائیاں ملیں تجھ سے
بڑی نعمت وصول کرتے ہیں
کس قدر عقل مند ہیں وہ لوگ
جو نصیحت قبول کرتے ہیں



○

تیرگی کو نہ غم گسار بنا
چور کب روشنی کا یار بنا
چاہتا ہے جو بہتری اپنی
کافروں کو نہ رازدار بنا

○

زندگی کے ہر ایک لمحے پر
مالکِ وقت صاد کرتا ہے
یاد اللہ کو جو کرتے ہیں
اُن کو اللہ یاد کرتا ہے

○

ایک مکھی بھی جو بنا نہ سکیں
اپنی پرواز اُن پہ وارتے ہیں
کتنے ناداں ہیں جو مدد کے لیے
غیر اللہ کو پکارتے ہیں

○

راہِ حق میں جو مال خرچ کریں
صاحبِ دیدہ و دماغ ہیں وُہ
جس میں بارش سے دُگنا پھل آئے
ایسی اُونچی جگہ کا باغ ہیں وُہ

○

مارا جائے خُدا کی راہ میں جو
شاخِ جاوید پر وہ کِھلتا ہے
زندہ لوگوں کی طرح اُس کو بھی
رازقِ کُل سے رِزق ملتا ہے

○

بیچ کر اپنی قیمتی سانسیں
نخوت و عیش و گمرہی نہ خرید
آخرت کی حیات کے بدلے
صرف دُنیا کی زندگی نہ خرید



○

معصیّت کا نہ دم بھرو لوگو
فکرِ روزِ جزا کرو لوگو
جس کا ایندھن بنیں گے سنگ و بشر
ڈرو اُس آگ سے ڈرو لوگو

○

پیار دُنیا سے وُہ نہیں کرتا
جو طلبگار مغفرت کا ہے
سب سے پیاری حیات ہے ابدی
سب سے اچھّا گھر آخرت کا ہے

○

کسی انساں کسی بھی چیز کا ڈر
اچھّے اچھّوں کو زیر کرتا ہے
صرف اِک ربِّ ذُوالجلال کا خوف
آدمی کو دلیر کرتا ہے

# مناجات

اے خدا ذات کا اپنی مجھے عرفاں ہوجائے
میری ہر سانس ترے تابع فرماں ہوجائے

چند شمعیں تو فروزاں ہیں مرے سینے میں
روشنی دے مجھے اتنی کہ چراغاں ہوجائے

صرف دو زاویوں سے خود کو ہمیشہ دیکھوں
زندگی آئینۂ سنّت وقرآں ہوجائے

اتنی توفیق عطا کر، تجھے راضی کرلوں
روح میری بھی ترے قرب کے شایاں ہوجائے

خرچ ہوں تیری اطاعت میں شب و روز مرے
ہر گھڑی ذکر ترا وردِ دل و جاں ہوجائے

اس سے پہلے کہ ترے سامنے لایا جاؤں
پاک ہر ایک خطا سے مرا داماں ہوجائے

میرے آغاز سے تا حشر کے ہر لمحے پر
سایۂ رحمتِ سلطانِ رسولاں ہوجائے

میرے ماں باپ کی قبریں رہیں روشن روشن
فضل تیرا مرے بچوں پہ بھی ارزاں ہوجائے

تو نے ہر راہ منطقے پہ کشادہ رکھی
آخری راہ بھی اس کے لیے آساں ہوجائے